السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک اہل حدیث مولوی صاحب وعظ میں منبر پر بیان فرماتے تھے کہ:

(1) حضور کی پیدائش نور سے ہے؟

(2) اگر حضور کو خدا پیدا نہیں کرتا تو آسمان زمین میں جن وانس کچھ نہیں پیدا کرتا؟

(3) اور حضور کا لعاب دہن، مبارک، خوشبودار ہوتا تھا حتی کہ:

(4) بول وبزار بھی خوشبودار ہوتا تھا؟

(5) لوگ جسم پر اپنے: لعاب دہن مبارک مل لیا کرتے تھے؟

(6) حالاں کہ آپ ﷺ اسی خیال سے لعاب دہن اور بول وغیرہ کو لوگوں سے پوشیدہ کرکے پھینکا کرتے تھے؟

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ

(7) بول پوشیدہ کرکے چارپائی کے پیچھے چھپا کر رکھا تھا۔ ایک خادمہ نے خاک روبی کرتے ہوئے بول پایا تو مارے خوشبو کے، اٹھا کر پی گئی

(8) اور حضور کے جسم مبارک کا سایہ نہیں ہوتا تھا۔ کیا یہ سب باتیں صحیح ہیں؟ اگر سچ ہیں تو کیا قرآن سے یا حدیث سے ثابت ہیں؟

عبدالحلیم۔ سراوہ پٹنہ

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

ان مولوی صاحب نے اپنے وعظ میں آٹھ باتوں کا دعوی کیا ہے نمبر وار ہر ایک کے متعلق مختصر اعرض ہے۔ پہلی بات۔ حضور کی پیدائش نور سے ہے۔

(غالبا مولوی صاحب مذکور نے یہ دعوی احادیث ذیل کی رو سے کیا ہے: (1) ''أول ماخلق اللہ نوري،،. (2) یا جابر، أولا ماخلق اللہ نورنبیک من نورہ،، (3) أنا من نور اللہ من اللہ والمؤمنون مني،، (4

پہلی حدیث معلق بلاسند ذکر کی جاتی ہے اور عام طور سے جہلا کی زبانوں پر جاری ہے۔ مگر اس رویت کے موضوع ہونے پر تمام محدثین کا اتفاق ہے۔

دوسری روایت زرقانی وغیرہ نے مصنف عبدالرزاق سے بلاسند لکھی ہے۔ اور مصنف عبدالرزاق میں موضوع حدیثیں بھی موجود ہیں، اور فضائل ومناقب میں اس کی روایتوں کا کم اعتبار کیا جاتا ہے، اس لیے یہ روایت بھی ناقابل اعتبار والتفات ہے۔ پہلی اور دوسری حدیث کے موضوع ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ صحیح احادیث میں مخلوقات الہی میں عرش اور پانی کے ماسوا سب سے پہلے قلم کی پیدائش کی تصریح آگئی ہے چنانچہ ارشاد ہے: ''أول ماخلق اللہ القلم،، (احمد (5/317) والترمذي وصححہ ابوداود وسکت عنہ) (ترمذی کتاب القدر باب :18 (2155) 4 457 ابوداؤد کتاب السنة باب فی القدر (4300) 5 76) قال الحافظ: ''وقدوقع فی قصة نافع بن زید الحمیري بلفظ: کان عرشہ علی الماء ثم خلق القلم، فقال: اکتب ماہو کائن، ثم خلق السموات والأرض، فصرح بترتیب المخلوقات بعد الماء والعرش،، قال وتجمع بینہ وبین ماقبلہ، بأن أولیة القلم بالنسبة إلی ماعدا الماء والعرش، أو بالنسبة إلی مامنہ صدر من الکتابة إلی أنہ قیل لہ: اکبت أول ماخلق،، (فتح الباري 6/289).

تیسری روایت بھی موضوع ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں: ''لااعرفہ،، (تذکرة الموضوعات ص: 86).

چھوتھی روایت بھی جھوٹی ہے۔ ملا علی قاری حنفی ''موضوعات کبیر،، (ص: 241) میں لکھتے ہیں: ''قال العسقلانی: إنہ کذب مختلق، وقال الزرکشی: لایعرف، قال ابن تیمیہ: موضوع، وقال السخاوي: ہو عند الدیلمی بلاإسناد عن عبداللہ بن جراد مرفوعا: أنا من اللہ والمؤمنون مني،، الخ انتہی دوسری، تیسری، چوتھی روایت کے غلط اور باطل ہونے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ صحیح مسلم کی روایت ''خلقت الملئکة من نور،، (ہود: 31) اور یہ ہر شخص کو معلوم ہے کہ آں حضرت ﷺ آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں آدم علیہ اسلام کی تخلیق مٹی سے ہوئی ہے، اس لیے آں حضرت ﷺ کے بجائے نور۔ مٹی سے پیدا ہونے میں کوئی شبہ نہیں رہا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعا مروی ہے: ''خلقت الملئکة من نور، وخلق الجان من نارج من نار وخلق آدم مما وصف لکم،، (مسلم) (کتاب الزہد والرقائق باب فی احادیث متفرقة (3996) 4 229) اور یہ

روایتیں عقلا بھی غلط اور باطل ہیں کیوں کہ اگر نور خدا سے ہونے کا یہ معنی ہے کہ آپ ﷺ کا نور عین و کل نور خدا ہے، تو آں حضور ﷺ کا خدا ہونا لازم آئے گا۔ اور اگر یہ نور جزو نور خدا ہے۔ خدا کی تجزی اور قسمت لازم آئے گی، اور یہ دونوں صورتیں باطل ہیں۔

بہرکیف مولوی صاحب کی پہلی بات عقلا اور نقلا باطل اور غلط ہے۔ یہ عقیدہ اور قول تو بدعتیوں کا ہے، اس لیے مجھے مولوی مذکور کے اہل حدیث ہونے کا یقین بلکہ تصور بھی نہیں ہوتا۔ شخص مذکور قطعا جاہل اور بد عقیدہ ہے۔

دوسری بات: اس حدیث سے ماخوذ ہے جو عام طور پر بدعتیوں کی زبان پر رائج اور جاری ہے ''لولاک لما خلقت الافلاک،، لیکن یہ روایت موضوع اور جھوٹی ہے۔ ''قال الصغانی: موضوع، کذا فی الخلاصة،، (تذکرة الموضوعات ص: 86 والموضوعات الکبیر للملا علی القاري الحنفي ص: 59، والفوائد المجموعه للشوکانی یہ حدیث دیلمی اور ابن عساکر نے بالترتیب یوں روایت کی ہے: ''عن ابن عباس مرفوعا، اَتانی جبریل، فقال: یا محمد لولاک ماخلقت الجنة ولولاک ماخلقت النار، وفی روایة ابن عساکر: لولاک ماخلقت الدنیا،، مگر مسند الفردوس دیلمی کی اور تاریخ ابن عساکر کی موضوع اور جھوٹی روایتوں سے پر ہیں۔

تیسری بات: ''آپ کا لعاب دہن مبارک خوش لودار ہوتا تھا،، آپ ﷺ کے لعاب دہن کے خوشبودار ہونے کے بارے میں کوئی صحیح یا ضعیف حدیث مجھے نہیں ملی۔ اور میں وثوق سے کہتا ہوں کہ یہ محض دعوی ہے جو کسی روایت سے ثابت نہیں۔ اگر اس مضمون کی کوئی روایت بسند صحیح ثابت ہو، تو تسلیم کرنے میں کوئی عذر نہیں ہوگا۔

چوتھی بات: ''بول و بزار بھی خوش بودار ہوتا تھا، قطعا جھوٹ اور غلط اور بے ثبوت ہے۔ کسی روایت سے آپ ﷺ کے بول و براز کا خوشبودار ہونا ثابت نہیں ہے۔ اسی لیے کسی معتبر محدث یا فقیہ نے اس کے خوشبودار ہونے کا دعوی نہیں کیا ہے۔

پانچویں بات: لوگ اپنے بدن پر لعاب دہن مبارک مل لیا کرتے تھے۔ بلاشک وشبہ صحابہ کرام فرط عقیدت وغایت محبت اور انتہائی عشق نبی ﷺ کی بنا پر آپ کا رینٹھ اور تھوک ہاتھوں ہاتھ لیتے تھے اور اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کے وضو کا پانی بھی اپنے جسموں پر مل لیتے تھے۔ لیکن اس کی وجہ یہ نہیں تھی کہ تھوک اور رینٹھ اور وضوہ کا پانی خوشبودار ہوتا تھا۔ بلکہ انتہائی محبت رسول و محبت نبی و والہانہ شیفتگی و عقیدت کی بنا پر تبرک کا ایسا کرتے تھے اور تبرک کا عقیدہ ایسا کرنے سے ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خوشبودار بھی ہوتا تھا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر صحابہ کرام نے عروہ (بن مسعود) کی موجودگی میں آپ ﷺ کا رینٹھ اور تھوک اپنے بدنوں پر مل کر جس شیفتگی اور حیرت انگیز عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ اوس کے متعلق حافظ ابن حجر لکھتے ہیں: ''وفیه طهارة النخامة والشعر المنفصل، والتبرک بفضلات الصالحین الطاهرة، ولعل الصحابة فعلوا ذلک بحضرة عروة، وبالغوا فی ذلک، إشارة منهم إلی الرد علی ماخشیه من فراهم، فکأنهم قالوا بلسان الحال من یحب اماما هذه المحبة ویعظمه هذا التعظیم، کیف یظن انه یفر عنه ویسلمه لعدوه، بل هم أشد اغتباطا به، وبدینه ونصره من القبائل التی یراعی بعضها بعضا بمجرد الرحم،، (فتح الباري ----) (اس حوالے کا پتہ نہیں کہا ہے بخاری کتاب المناقب باب مناقب علی بن ابی طالب 4 207، مسلم کتاب فضائل الصحابة، باب مناقب علی (2404) 4 1871) کتاب المغازی باب عزوة الخندق 5 44) یہ کا آشوب جشم دور ہوگیا تھا (بخاری مسلم) (1) خالد بن الولید کا زخم لعاب دہن لگانے سے اچھا بھی صحیح ہے کہ آں حضرت ﷺ کا لعاب دہن باعث برکت وشفا تھا، چنانچہ آپ ﷺ کا لعاب دہن لگانے سے حضرت علی ہوگیا (مسند احمد، عبد الرزاق۔ عبد بن حمید۔ ابن عساکر) آپ ﷺ کی کلی پانی پینے اور چھڑکنے سے ایک گونگا اچھا ہوگیا اور بولنے لگا (ابن ماجہ وابو نعیم) لعاب نبوی ملنے سے ایک جلا ہوا بچہ اچھا ہوگیا تھا (مسند احمد بن حنبل، مسند ابوداؤد طیالسی۔ تاریخ بخاری۔ خصائص کبریٰ للسیوطی) ایک صاع آٹے اور بکری کے گوشت میں لعاب دہن ملادینے سے اتنی برکت ہوئی کہ ہزاروں آدمی آسودہ ہوگئے اور آٹے اور گوشت میں کوئی کمی نہیں ہوئی (بخاری) (1) غرض یہ کہ اس قسم کے واقعات ایک دفعہ نہیں بلکہ متعدد دفعہ پش آئے، لیکن کسی واقعہ سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ آپ ﷺ کا لعاب دہن یا رینٹھ خوشبودار بھی ہوتا تھا۔ آپ ﷺ کا مجسم باعث خیر و برکت وسبب شفا ہونا اور چیز ہے اور لعاب دہن کا خوشبودار ہونا اور چیز ہے، دونوں میں ملازم نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی صحیح روایت سے یہ ثابت ہوجائے تو آمنا وصدقنا۔

چھٹی بات: آپ ﷺ اسی خیال سے لعاب دہن اور بول وغیرہ لوگوں سے پوشیدہ کرکے پھنکا کرتے تھے۔ لعاب دہن اور رینٹھ کے متعلق پوشیدہ کرکے پھینکنے کا دعویٰ محض غلط اور باطل اور بے ثبوت ہے۔ رہا بول و براز تو آں حضرت ﷺ گھر کے بیت الخلاء میں پشاب، پاخانہ کرتے تھے یا اگر باہر ہوتے تو اتنی دور میدان میں جاتے کہ لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہوجائیں اور یہ صرف اس لیے کہ پشاب پاخانہ کے حالت میں تستر ضروری اور لازم ہے اور یہ ظاہر ہے کہ آں حضرت ﷺ سے بڑھ کر کوئی دوسرا شخص شرم وحیا اور احتیاط اور پردے والا نہیں تھا۔ قضائے حاجت کی حالت میں غایت درجے کے پردے اور تستر کی وجہ یہ نہیں تھی کہ لوگوں سے اپنے بول و براز کو محفوظ رکھنا مقصود تھا۔ تاکہ لوگ اس کی خوشبو کی وجہ سے اس کو تبرک بنا کر تقسیم نہ کرلیں بہرحال یہ دعویٰ جہل وحماقت کی دلیل ہے۔

ساتویں بات: ''ایک دفعہ بول پوشیدہ کرکے چارپائی کے نیچے چھپا کر کے رکھا تھا، ایک خادمہ نے خاک روبی کرتے ہوئے بول پایا، تو مارے خوشبو کہ اٹھا کر پی گئی،،۔ اصل واقعہ درج کیا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ اس جاہل مولوی نے اپنے باطل مزعومہ کی بنا پر اس میں کس قدر آمیزش کی ہے ''روي أن أم أیمن شربت بول النبی ﷺ، رواه الحاکم والدار قطني والطبراني وابو نعیم، وأخرج الطبرانی فی الأوسط فی روایة سلمی امراء ه ابی رافع، أنها شربت بعض ما غسل به رسول الله ﷺ، فقال لها حرم الله بدنک علی النار،، (عینی شرح بخاري 3/35) مفصل روایت حافظ ابن حجر نے ''اصابه،، میں باین الفاظ ذکر کی ہے: ''عن أم أیمن، قالت: کان البنی ﷺ فخاره یبول فیها باللیل، فکنت أذا أصبحت صبیتها، فنمت لیلة وأنا عکاشانه، فغلطت فشربتها، فذکرت ذلک للنبی ﷺ، فقال: أنک لا تشکی بطنک بعد یومک هذا،، (الاصابة فی تمیز الصحابة 4/433). اس روایت سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ رات میں کسی عذر کے بنا پر پیالے میں پشاب کرتے تھے جو صبح کو پھینک دیا جاتا تھا اور حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا نے ایک رات پیاس کی حالت میں پیالہ میں پانی سمجھ کر غلطی سے اس کو پی لیا تھا۔ نہ اس روایت میں بول کو چھپا کر رکھنے کا ذکر ہے اور نہ اس کے خوشبودار ہونے کا اور نہ اس بات کا کہ ام ایمن نے خوشبو کی وجہ سے قصداً پی لیا تھا۔ زیادہ سے زیادہ اس واقعہ سے یہ مسئلہ مستنبط کیا جاسکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کا پشاب پاک ہے جیسا کہ چاروں اماموں کے مقلدین یہ کہتے ہیں کہ: آں حضرت کا پشاب اور خون وغیرہ طاہر اور غیر نجس ہے۔ حافظ فرماتے ہیں: ''قد تکاثرت الأدلة علی طهارة فضلاته، وعد الأئمة ذلک فی خصائصه، فلا یلتفت إلی ماوقع فی کتب کثیر من الشافعی مما یخالف ذلک، فقد استقر الأمر بین أئمتهم علی القول بالطهار،، (فتح الباري 272/1) لیکن خود چاروں اماموں سے صحیح سند سے یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ آں حضرت ﷺ کے بول وخون وغیرہ کے طہارت کے قائل تھے۔ اسی واسطے مولوی انورشاہ حنفی مرحوم فرماتے ہیں: ''ثم مسئلة طهارة فضلات الأنبیاء توجد فی کتب المذاهب الأربعة، ولکن لا نقل فیها عندي عن الأئمة، إلا مافی المواهب عن ابی حنیفة رحمه الله تعالی، نقلا عن العینی، ولکن ماجدته فی العینی،، (فیض الباري علی صحیح البخاري 1/251).

ہمارے نزدیک مذکورہ بالا روایت سے طہارت ثابت کرنا درست نہیں۔ غلطی سے پی جانے سے کسی چیز کا طاہر ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ رہ گیا اس کی وجہ سے پیٹ میں کسی بیماری کا پیدا ہونا، تو شفا کبھی بجس اور حرام چیز سے بھی حاصل ہوجاتی ہے۔ جیسا کہ حنفیہ وشافعیہ اونٹ کا پشاب ناپاک کہتے ہیں اور باوجود اس کے آں حضرت ﷺ نے عرینین کو اونٹ کا پشاب پینے کا حکم دیا تھا تاکہ ''استسقا،، کی بیماری دور ہوجائے۔ بہرکیف آپ ﷺ کے بول و براز و لعاب دہن کا خوشبودار ہونا کسی صحیح یا ضعیف روایت سے ثابت نہیں۔

ومن ادعی فعلیه البیان.

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا پسینہ خوشبودار تھا۔ لیکن قطع نظر ان روایتوں کی صحت سے ، یہ امر قابل غور ہے کہ پسینہ کی خوشبو قدرتی تھی ، یا کثرت سے بدن اور کپڑے میں خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے ۔! بہر کیف وہ روایت درج کی جاتی ہے : قال الشوکانی : '' حدیث انہ صلی اللہ علیہ سلم أعطنی رجلا عرق ذراعیہ ، وجعلہ فی قارورۃ حتی امتلأت ، فکان یتطیب بہ ، فیشم أہل المدینۃ منہ ریحا طیبۃ ، وسموہ بیت المطیبین ، رواہ الخطیب عن أبی ہریرۃ مرفوعا ، وہو موضوع ،، (الفوائد المجموعۃ ص/205) ، ''عن أبی ہریرۃ ، أن رجلا أتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فقال : یا رسول اللہ إنی زوجت ابتی ، وإنی أحب أن تعیننی بشئ ، فقال : ماعندي من شئ ، ولکن اذا کان غد فتعال ، فجئ بقارورۃ واسعۃ الرأس وعود شجرۃ الحدیث أخرجہ الطبرانی فی الأسط ، وفیہ حسن الکلبی وہو متروک ،، (مجمع الزوائد 8/283) معلوم ہوا کہ یہ دونوں روایتیں قریب موضوع وناقابل اعتبار ہیں۔

آٹھویں بات '' حضور ﷺ کے جسم مبارک کا سایہ نہیں ہوتا تھا ،، یہ دعوی موقوف ہے آپ ﷺ کی پیدائش نور سے ثابت ہونے پر اور آپ ﷺ کی پیدائش کا نور سے ہونا ثابت نہیں ہے ۔ اس لیے آپ کے جسم کا سایہ نہ ہونا بھی لغو اور باطل ہے ۔ تعجب ہے کہ آپ ﷺ کا جسم دوسرے انسانوں جیسا تسلیم کرتے ہوئے اور آپ ﷺ کی بشریت اور انسانیت کا قائل ہوتے ہوئے ، آپ ﷺ کے جسم کے لیے سایہ نہ ہونا کس طرح عقل میں آگیا ۔ میرے خیال میں قطعی طور پر مولوی مذکور پکا بدعتی ، جاہل اور ٹھگ ہے ، جس کو علم اور عقل وخرد سے مس تک نہیں ہے ۔ اہل حدیثوں کو گمراہ کرنے کے لیے اپنی اہل حدیثیت ظاہر کر کے ان میں بدعت پھیلانا چاہتا ہے یا آپ نے اس کو غلطی سے اہل حدیث سمجھ لیا ہے یا لکھ دیا ہے ۔ آں حضرت کی خوبیوں اور فضیلتوں سے سارا قرآن اور کتب احادیث صحیحہ بھری پڑی ہیں ۔ جن سے معلوم ہوتا ہے دنیا میں آپ ﷺ سے پہلے نہ کوئی ایسا کامل اور جامع انسان پیدا ہوا ، اور نہ آپ ﷺ کے بعد رہتی دنیا تک کوئی انسان ایسا پیدا ہوگا ۔ عربی کے علاوہ اردو زبان میں اب تک متعدد کتابیں سیرت پر لکھی جا چکی ہیں ۔ کم ازکم انہی کو غور سے پڑھ لیا جائے ، تو نورنامہ جیسی بیہودہ (کتاب راہ راست سے نہ ہٹا سکے گی ۔ اور آں حضرت ﷺ کے فضائل کے لیے غلط اور جھوٹی روایات بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی ۔ (محدث دہلی ج :1 ش :6 شوال 1365ھ ستمبر 1947ء

حنفیہ بالاتفاق اور شافعیہ علی القول الصحیح رسول اللہ ﷺ کے فضلات یعنی : پیشاب ، خون کی طہارت کے قائل ہیں ۔ عینی حنفی شرح بخاری 3 33 میں لکھتے ہیں : '' وَقد وَردت أَحَادِیث کَثِیرَۃ أَن جمَاعَۃ شربوا دم النَّبِی ، عَلَیۡہِ الصَّلَاۃ وَالسَّلَام ، مِنۡہُم أَبُو طیبَۃ الۡحجام ، وَغُلَام من قُرَیۡش حجم النَّبِی ، عَلَیۡہِ الصَّلَاۃ وَالسَّلَام ، وَعبد اللہ بن الزبیر شرب دم النَّبِی ، عَلَیۡہِ الصَّلَاۃ وَالسَّلَام ، رَوَاہُ الۡبَزَّار وَالطَّبَرَانِیّ وَالۡحَاکِم وَالۡبَیۡہَقِیّ وَأَبُو نعیم فِی (الۡحِلۡیَۃ) . ویروی عَن عَلیّ ، رَضِی اللہ تَعَالَی عَنہُ ، أَنہ شرب دم النَّبِی ، عَلَیۡہِ الصَّلَاۃ وَالسَّلَام ، وَرُوِيَ أَیۡضا أَن أم أَیمن شربت بَول النَّبِی صلی اللہ عَلَیۡہِ وَسلم ، رَوَاہُ الۡحَاکِم وَالدَّارَقُطۡنِیّ وَالطَّبَرَانِیّ وَأَبُو نعیم ، وَأخرج الطَّبَرَانِیّ فِی (الۡأَوۡسَط) فِی رِوَایَۃ سلمی امۡرَأَۃ أبی رَافع أَنَّہَا شربت بعض مَاء غسل بِہِ رَسُول اللہ ، عَلَیۡہِ الصَّلَاۃ وَالسَّلَام ، فَقَالَ لَہَا حرم اللہ بدنک علی النَّار ،، . انتہی

اور حافظ فتح الباری طبع انصاری ب اول ص : 136 میں لکھتے ہیں : '' وَالۡحَقُّ أَنَّ حُکۡمَہُ حُکۡمُ جَمِیعِ الۡمُکَلَّفِینَ فِی الۡأَحۡکَامِ التَّکۡلِیفِیَّۃِ إِلَّا فِیمَا خُصَّ بِدَلِیلٍ وَقَدۡ تَکَاثَرَتِ الۡأَدِلَّۃُ عَلَی طَہَارَۃِ فَضَلَاتِہِ وَعَدَّ الۡأَئِمَّۃُ ذَلِکَ فِی خَصَائِصِہِ فَلَا یُلۡتَفَتُ إِلَی مَا وَقَعَ فِی کُتُبِ کَثِیرٍ مِنَ الشَّافِعِیَّۃِ مِمَّا یُخَالِفُ ذَلِکَ فَقَدِ اسۡتَقَرَّ الۡأَمۡرُ بَیۡنَ أَئِمَّتِہِمۡ عَلَی الۡقَوۡلِ بِالطَّہَارَۃِ ،، انتہی .

اور حافظ اصابہ 2 320 میں عبداللہ بن زبیر کے ترجمہ میں لکھتے ہیں : ''أخرج أبو یعلی والبیہقی فی الدلائل ، أن عبداللہ بن الزبیر حدث ، أنہ أتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہو یحتجم ، فلما فرغ ، قال : یا عبداللہ اذہب بہذا الدم فاہرقہ حیث لا یراک أحد ، فلما برز عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عمد إلی الدم فشربہ ، فلما رجع ، قال : یا عبداللہ ما صنعت بالدم ؟ قال : جعلتہ فی أخفی مکان علمت أنہ یخفی علی الناس ، قال : لعلک شربتہ ؟ قال : نعم ، ولم شربت الدم ؟ ویل للناس منک وویل لک من الناس . قال أبو موسی : قال أبو عاصم : فکانوا یرون أن القوۃ التی بہ لذلک الدم ، ولہ شاہد من طریق کیسان مولی ابن الزبیر عن سلمان الفارسی رویناہ فی جزء القطریف وزاد فی آخرہ : لا تمسک النار إلا تحلہ القسم ،، .

اور اصابہ 4 319 میں ام ایمن رضی اللہ عنہا کے ترجمہ میں لکھتے ہیں : ''أخرج ابن السکن بسندہ عن أم أیمن ، قالت : کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم فخارۃ یبول فیہا باللیل ، فکنت إذا أصبحت صببتہا ، فنمت لیلۃ وأنا عطشانۃ ، فغلطت فشربتہا ، فذکرت ذلک للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ، فقال : إنک لا تشتکی بطنک بعد یومک ہذا ،، .

برکہ الحبشیۃ خادمہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بھی مصنف عبدالرزاق وغیرہ میں اسی قسم کا واقعہ مروی ہے ۔ اصابہ 4 243 میں ہے ''أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یبول فی قدح من عیدان ، ویوضع تحت السریر ، فجاءت لیلۃ فإذا القدح فیہ شئ ، فقال لامرأۃ کان یقال لہا برکۃ ، کانت خادمۃ لأم حبیبۃ جاءت معہا من أرض الحبشۃ ، البول الذي کان فی ہذا القدح ما فعل ، قالت : شربتہ یا رسول اللہ ،، .

ان روایات میں آں حضرت ﷺ کے پیشاب اور خون کے بارے میں یہ ہے کہ عبداللہ بن زبیر ، ام ایمن اور برکۃ نے آپ کا پیشاب اور خون نوش کیا ۔ آپ ﷺ کے براز (پیخانہ) کے بارے میں ایسی کوئی روایت نظر کے واقعہ میں مذکور ہے کہ آپ ﷺ نے تنبیہا ان سے فرمایا ''ولم شربت الدم ،، بہرحال واقعات مذکورہ میں آپ سے نہیں گزری ی ۔ ظاہر یہ ہے کہ روایت میں غلطت کا لفظ اس بارے میں نص ہے ۔ اور عبداللہ بن زبیر ﷺ کا معاملہ امت سے الگ ہے ۔ عبداللہ بن زبیر کے واقعہ میں یہ بھی ہے کہ آپ نے ''ویل لک من الناس وویل للناس منک ،، فرمایا ۔ اس سے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے ان کی خلافت وامارت کی طرف اشارہ فرمایا کہ وہ ان کے اور لوگوں کے حق میں خرابی اور ہلاکت کا ذریعہ بنے گی ۔ واللہ اعلم ۔

تبلیغ کے فضائل میں مذکورہ واقعات کے ذکر کرنے اور فضلات نبوی کی طہارت کا مسئلہ ذکر کرنے کا کیا مقصد ہے ؟ اور اس سے عوام کو کیا فائدہ پہنچے گا ؟ اس کے سمجھنے سے میں قاصر ہوں ۔ افسوس ہے سہار نپوری صاحب اپنی اس قسم کی کتابوں اس طرح کی بے ضرورت بحثیں اور رطب ویابس قصے اور بے ثبوت روایتیں ذکر کردیا کرتے ہیں ۔ عبداللہ الرحمانی 29 2 99ھ (مکاتیب شیخ رحمانی (بنام مولانا امین اثری ص : 105 107 106)

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 1

صفحہ نمبر 104